



مودودی صاحب

دود

تخریبِ اسلام



فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ العالی

دارالافتاء والارشاد

ناظم آباد، کراچی

مودودی صاحب تخریب اسلام

سوالاات :-

- ① کیا مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا شمار اہل سنت میں ہے؟
- ② ان کے ساتھ تعاون جائز ہے؟
- ③ ان میں رہتے کرنا جائز ہے؟
- ④ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

عنوانات :-

- | | |
|---|--|
| ○ کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟ | ○ امیر کا مقام |
| ○ معیار حق | ○ تقلید اور غلامی میں فرق |
| ○ آیات بینات | ○ حکمت علی |
| ○ احادیث مبارکہ | ○ مودودی صاحب اور ارکان اسلام |
| ○ عقید سلیم | ○ مودودی صاحب اور مرکز اسلام |
| ○ فہم و تفہیم کے لئے ضروری امور | ○ مودودی صاحب اور ڈاڑھی |
| ○ اہل حق کی جماعت | ○ مودودی صاحب اور زکوٰۃ |
| ○ کوئی فن بدون استاذ حاصل نہیں ہو سکتا، | ○ مودودی صاحب اور جمع بین الاختین |
| ○ جماعت اسلامی کا دجل و فریب | ○ مودودی صاحب اور متعہ |
| ○ تحریبی کارروائی | ○ مودودی صاحب اور جال |
| ○ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین | ○ مودودی صاحب اور تقیہ |
| ○ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین | ○ غور طلب (مودودی صاحب میں) |
| ○ فتران غائب | ○ شیعہ کے سب شعائر موجود ہیں، |
| ○ اصول حدیث کو اس ہے | ○ مودودی صاحب شیعہ دہناؤں کی نظر میں |
| ○ غنم رجال و یتیم رجال | ○ مودودی صاحب اور اجتنال |
| ○ جماعت اسلامی کے سوا سب طریق غلط | ○ مودودی صاحب کے خط کا عکس |
| ○ جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟ — تخریب ہی تخریب | ○ کیا مودودی صاحب مذہب اہل سنت پر ہیں؟ |
| ○ مذہب مودودی | ○ مودودی صاحب سے صرف دو سوال |
| ○ تقلید گناہ سے بدتر ہے | ○ جماعت اسلامی کے افراد |
| ○ جدید اسلام کی تعمیر | ○ کے لئے لمحہ فکریہ، |

جماعت اسلامی

سوال : مودودی صاحب اور ان کی جماعت شفا خانوں اور دوسرے رفاہی کاموں اور منظم تحریک کے ذریعہ عوام میں جاذبیت پیدا کر رہی ہے اور اکثر نو تعلیم یافتہ لوگ صرف اشیٰ خوبوہ کو دیکھ کر اسے صحیح اسلامی جماعت سمجھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہذا مفصل بیان فرما کر اُمت مسلمہ کی رہبری فرمائیں کہ کیا جماعت اسلامی واقعہً وہی اسلام پیش کرتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور کیا صرف مذکورہ بالا خوبیوں کو حقیقت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر یہ جماعت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں :

(۱) کیا ان کا شمار اہل سنت میں ہے؟ (۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے؟ (۳) ان میں رشتے کرنا جائز ہے؟ (۴) ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جوتو!

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِاسْمِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم اهنا القراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين، آمين

آجکل لوگوں نے حسنِ نظم، حسنِ اخلاق، ایثار و ہمدردی، اہتمامِ اعمال اور جرأت و ہمت کو معیارِ حق سمجھ لیا ہے چنانچہ جن افراد یا جن جماعتوں میں یہ صفات پائی جائیں لوگ ان کو اہل حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہذا خوب سمجھ لیں کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیارِ حق نہیں بن سکتی یہ امر اگرچہ ایسا بدیہی ہے کہ ہر انسان کی عقل اس کا فیصلہ کر سکتی ہے مہذا مختصر عرض کرتا ہوں معیارِ حق کی تعیین میں مغالطہ :

اگر حسنِ نظم کو معیارِ حق قرار دیا جائے تو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے لوگ سب سے زیادہ اہل حق ہونگے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس میں حسنِ نظم سے کام کر رہی ہے کوئی مسلم جماعت ایسی منظم نہیں۔ اسی طرح حسنِ اخلاق اور ایثار و ہمدردی جس حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں ہے کسی مسلم جماعت میں نہیں، عیسائی مشنریاں شفا خانوں اور گلی اور دودھ کے ڈبوں اور مختلف چیزوں کی تقسیم، روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں

کو عیسائی بنادہی ہیں اسی لئے اچھوت قومیں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں، یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے سیکھا، بہت سے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں۔ دوکانوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جا کر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے ایام میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ منوں کی مقدار میں روزانہ مہاجرین میں تازہ دودھ تقسیم کرتے تھے۔ یہ ایک دودن کا واقعہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بھی بڑھ کر تازہ دودھ تقسیم کرتے رہے، تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہل حق ہو سکتے ہیں؟ انہی عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کے طریقہ تبلیغ کی تقلید بعض مسلم جماعتیں بھی کرنے لگیں یہ لوگ شفا خانوں اور مختلف مواقع پر امدادی فنڈوں اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ شرعی نظر سے نہ صرف یہ کہ یہ چیز معیار حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقہ تبلیغ غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان یا طمع دلا کر کسی کو اپنی طرف مائل کر دیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری جماعت اسے کوئی بڑی طمع دیکر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ایسے ہی اہتمام اعمال بھی معیار حق نہیں۔ خوارج کے بارے میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دُنیا نے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد ہونگے کہ تم انکی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگو گے۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ ہر وقت تلاوت قرآن سے رطب اللسان رہیں گے مگر لَا یُجَادُوْا حَتَّارَ جَرَّهٖ، یعنی قرآن کا اثر ان کے قلوب کی طرف تجاؤز نہ کرے گا۔ یا یہ کہ ان کی تلاوت سمار قبول کی طرف بلند نہ ہوگی، انکے منہ ہی میں رہے گی۔ جاد اللہ ز غمشری کو جاد اللہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے دُنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بیت اللہ میں مستغرق ہو گئے تھے تو کیا معتزلہ و خوارج کے اہتمام اعمال کی وجہ سے انکو کوئی اہل حق کہہ سکتا ہے؟ یونہی جرأت و ہمت سے متعلق غور فرمائیے کہ کفار ہمیشہ کس جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کا لونڈیاں بننا گوارا کیا، بچوں کو غلام بنایا اور خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلفیتیں قربان کیں۔ املاک چھوڑیں اور اپنی جانیں دیں کوئی بڑی سے بڑی آفت ان کو ان کے نظریے سے نہ ہٹا سکی، ابوطالب کی جرأت دیکھئے مرتے وقت بھی یوں کہتے ہیں کہ لَمَّا خَرْتُ النَّارَ عَلَى الْعِلَاقِ میں آبائی دین چھوڑنے کی عار پر نادر جہنم کو ترجیح دیتا ہوں، غور کیجئے کہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ معلوم ہوا کہ جرأت و ہمت اور استقلال کو معیار حق قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایشاد و ہمدردی، خدمت خلق، شہرین

اخلاق، حسنِ نظم اور ہمت و جرات اہل حق کی صفات، میں جن کو غیر اہل حق نے اختیار کر لیا جیسے کہ غیر اہل حق کی کئی صفات کو اہل حق اختیار کئے ہوئے ہیں، صفاتِ مذکورہ بلاشبہ صفاتِ محمودہ ہیں اور اہل حق کی صفات ہیں مگر حق کا معیار نہیں کہ جس میں بھی یہ صفات ہوں اسے اہل حق سمجھ لیا جائے۔ کچھ لوگ اس لئے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں دین بہت سستا ہے، جبکہ مولوی کا دین مشکل ہے۔ غیر شرعی لباس اور وضعِ قلع اور تشبہ بالانصاری کے ہوتے ہوئے اور سنیما بینی جیسے جرائم میں مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا۔ مگر بعض جماعتوں نے دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ دائرہ می کھاتے ہوں، سر پر انگریزی بال ہوں، انگریزی لباس پہنتے ہوں، پانچ ماہہ نچنے سے نیچے رہتا ہو سنیما بھی دیکھتے ہوں، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دیندار مسلمان بلکہ پوری دنیا کے صالح ترین اور متقی مسلمان بن سکتے ہیں۔

حج بھی کعبہ کا کیا اور گنگا کا استننان بھی خوش رہے شیطان بھی، راضی رہے رحمن بھی جب تک کوئی شخص زکوٰۃ اور چرم قربانی و صدقۃ الفطر صحیح مصرف پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں، مگر اس جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ جماعت کو زکوٰۃ دیدیا آگے جماعت خواہ اس سے مکانات تعمیر کرے یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دے، شفا خانے چلائے یا الیکشن لڑے۔ دیکھئے کتنا آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی اور الیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟

صاحبو! ہوش میں آؤ۔ کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔ اگر آسانی اور سہولت ہی آپ کے ہاں معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ ہر قید سے آزاد ہو جاؤ اور اگر اسلام کا نام باقی رکھتے ہوئے آزاد زونا ہے تو پرویزی مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں نماز روزہ کی پابندی اور نہ خرابات سے بچنے کی قید (اعاذنا اللہ منہ)

معیارِ حق

ابے سنیئے کہ حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے؟ ارشاد ہے -

موردی صاحب اور تخریبِ اسلام - ۵

آیات بینات

① اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی تفسیر صراطِ القرآن یا صراطِ اللہ یا صراطِ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں فرمائی اسلئے کہ لوگ اس کی تفسیر میں اختلاف کرتے، لہذا فرماتے ہیں صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ یہ نعمِ عظیم جماعت کا راستہ ہے۔ یہ جماعت صراطِ مستقیم کی تفسیر کرے گی بلکہ عربیت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصود بالنسبہ ہوتا ہے اور مبدل منہ کو صرف اسمِ اشتر ہونی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ طلبِ ہدایت میں اصل مقصود نعمِ عظیم جماعت کا راستہ ہے صراطِ مستقیم اسی کا دوسرا نام ہے۔ تو ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اپنی تفسیم میں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے اسی طرح کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تفسیم میں رجال اللہ (نعمِ عظیم جماعت) کی محتاج ہے۔ ہم اس جماعت سے مستغنی ہو کر قرآن و حدیث سمجھنے کے مجاہد نہیں غرضیکہ جماعتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کاسوۃ حسنہ صراطِ مستقیم ہے۔ پھر ان سے بلا واسطہ ۱۔ "تو مجھ کو سمجھنے والی جماعت تابعین، پھر ان سے نقل کرنے والی جماعت، اسی طرح ایک دوسرے سے قیامت تک بالمشافہہ صحیح طریق کو حاصل کرنیوالی رجال اللہ کی جماعت کا طریق صراطِ مستقیم ہوگا، اور اس کے خلاف جملہ طرق ضلالت اور گمراہی کے راستہ ہونگے۔ رجال اللہ کی جماعت قرآن و حدیث کی زندہ تصویر اور چلتی پھرتی تفسیر ہوگی۔

② بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ (۲۹-۳۹) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن کے صحائف کافی نہیں بلکہ اسکا مطلب اور اس کی تفسیر جو رجال اللہ کے صدور میں ہے وہ واجبِ القبول ہے۔

③ وَمَنْ يُتْلِقِ الرُّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُرْسَلِ فَاِنَّهُ كَافِرٌ وَمَنْ يَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُرْسَلِ فَاِنَّهُ مِنَ الْغَائِبِينَ (۱۱۵-۱۱۶) "یتلقی الرسول" پر "یتبع غیر سبیل المرسلین" کا عطف تفسیری ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبیل کی تفسیر مومنین کی ایک جماعت اپنے قول و عمل سے کرے گی۔ ان کے راستہ سے انحراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے انحراف ہوگا اور موجبِ ہنم ہوگا (اماذا اللہ متباہا)

(۴) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَذُوُ مِئُونٍ بِاللّٰهِ (۱۱۰-۳) اس آیت میں اُخرجت للناس "فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع کو واجب اور ان کے طریق کو لوگوں کے لئے حجت قرار دیدیا۔

(۵) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰی النَّاسِ (۱۱۳-۲) اس میں بھی یہ امر مضرع ہے کہ منعم علیہم جماعت کا راستہ معیارِ حق ہے۔

(۶) وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ (۱۱۳-۲) (۷) فَاِنْ اٰمَنُوْا لِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدْ اهْتَدٰۤى حٰدِرًا وَّ سَوًّاۤى فَاِنَّهَا هُمُ فِیْ شِقَاقِی (۱۱۴-۲) ان دونوں آیتوں میں اس کی تصریح ہے کہ ایمان وہ معتبر ہوگا جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان جیسا ہو۔ یعنی ایمان صحیح کی کسوٹی اور معیار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی شخص براہِ راست قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کے بہت سے فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب جہنمی ہونگے۔ عرض کیا کیا وہ کونسی جماعت ہوگی؟ فرمایا، "ما انا علیہ واصحابی" بظاہر "ما انا علیہ" فرمادینا کافی تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آئندہ چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے مستغنی ہو کر میرا راستہ تلاش کریں گے بلکہ مجھ سے بھی مستغنی ہو کر صراطِ قسراں کی تسبیح کریں گے اس لئے "ما انا علیہ" کے بعد "و اصحابی" کا اضافہ فرما کر اپنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہوگا جو کہ میرے اصحاب بیان فرمائیں گے۔ ماوردیہ القرآن یا ما انزل اللہ کی بجائے "ما انا علیہ واصحابی" فرمانا اور پھر صرف "ما انا علیہ" کو کافی نہ سمجھنا صریح دلیل ہے کہ ہمیں قرآن و حدیث کو براہِ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

(۲) علیکم بستی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین، تمسکوا بها وعضوا علیہا بالنواجذ، اس حدیث میں "سنتی" کے بعد "سنتہ الخلفاء" کا عطف تفسیری لا کر وضاحت فرمادی کہ میری سنت صرف وہ ہوگی جس کی تسبیح خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

(۳) یہاں اہل العلم من کل خلف عدولہ ینفوت عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تأویل الجاہلین (مشکوٰۃ ص ۲۱) یعنی اُمت میں سلف سے خلف علم صحیح کے حامل رہیں گے اور بلا واسطہ ایک دوسرے سے صحیح طریق کی تعلیم پانے والی جماعت ہر زمانے میں موجود رہے گی۔ جو رجال اللہ سے مستغنی ہو کر براہ راست قرآن و حدیث سے استنباط و اجتہاد کے شائقین کی من مانی تأویلات و تحریفات کا قلع تمع کرتی رہے گی۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا ما ادری فابقی فیکم فاقموا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و زاد الحافظ ابو نصر القضاہ فانہما جبل اللہ العمد و من تمسک بہما تمسک بالعرۃ الوثقی لا انفصام لہما (رواہ الترمذی و حسنہ و قال فی البیاب عن ابن مسعود و الطبرانی عن ابی الدرداء منہ، و احمد و ابن ماجہ و صحیح ابن حبان و المحکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن و حدیث کے اتباع کی بجائے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کو فرض قرار دیکر ان کے معیار حق ہونے پر مٹھر ثبت فرمادی فباقی حدیث بعین یؤمنون ۵

(۵) النجوم امۃ للسماء و اصحاب امۃ لامتی (مرآۃ المسلم)

اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے۔

عقل سلیم

○ عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر ظاہر ہے کہ حق کا معیار ایک جماعت ہونی چاہیے جو ہر زمانے میں بلا واسطہ ایک دوسرے سے استفادہ و افادہ کرتی ہوئی آ رہی ہو اس لئے کہ افہام و تفہیم میں چند امور کا ہونا ضروری ہے۔

فہم تفہیم کے لئے ضروری امور

- ① مخاطب متکلم ہمزبان ہوں۔ غیر اہل لسان کتنی ہی ہمارت کیوں نہ پیدا کر لے مگر اہل لسان جس حد تک کلام کا مفہوم سمجھتا ہے غیر نہیں سمجھ سکتا۔
- ② متکلم کے لہجہ کو سمجھنا، چنانچہ استفہام و اخبار میں فرق صرف لہجہ ہی کے اعتبار سے ہو سکتا ہے الفاظ دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔

(۳) متکلم کے چہرے، اس کی رنگت، ہیئت، آثار، ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارات کو دیکھنا، امر استعجاز یا تمہید کے لئے ہے، یا کہ طلب مأمور بہ کے لئے اور کلام غضب پر مبنی ہے یا حقیقت پر، یہ جملہ امور متکلم کے لہجہ اور اس کی رویت پر موقوف ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت غضب میں، فرمایا، سنو فی ناشیئتم لوگوں نے فضول سوالات شروع کر دیئے، کسی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ میری ادنیٰ تم کو ہوگی۔ کہہ کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے سرخ ہو رہا تھا۔ میں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا، اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ، تب جا کر آپ کا غصہ فرو ہوا۔

(۴) کلام کے محل وقوع کا مشاہدہ، حقیقت لغویہ، اصطلاحیہ، مجازی یا استعارہ، کنایہ یا توریہ، مفہوم کا عموم و خصوص وغیرہ کلام کے محل ورود ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قرب ظاہری و باطنی (قرب باطنی سے مراد ہے تعلق و محبت) اور خیالات و نظریات میں اتحاد و یکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس و ہم مشرب کی بات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھتا ہے۔

انہی معقول و مسلم اصول کی بنا پر جب کوئی صحابی کسی روایت کو بتائید بیان کرنا چاہے ہیں تو فرماتے ہیں، ابصرۃ عینای و سمعۃ اذنانی و دعاء قلبی، یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے اُس وقت میری دونوں آنکھیں آپ کے چہرہ انور اور اس کے انوار آثار و تغیرات اور چشم و ابرو کے اشارات اور ہاتھوں کی تعبیر کو دیکھ رہی تھیں، اور کلام کے محل ورود کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور میرے دونوں کان آپ کے لہجہ اور آواز کے نشیب و فراز کو سن رہے تھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بن رہا تھا پھر ایک آنکھ اور کان نہیں بلکہ میں ہمہ تن دونوں آنکھیں اور دونوں کان بن کر متوجہ تھا، اس کے ساتھ ہی چونکہ اہل لسان ہونے اور قرب ظاہری و باطنی کا شرف بھی حاصل تھا ان سب خصوصیات کی بدولت آپ کے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور انفاذ و معانی کو تغیر و تبدل سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمائیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل لسان بھی تھے براہ راست

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمچو کو سنتے والے بوقتِ تعلیم کیفیات و ارشادات کا مشاہدہ کرنے والے ، آیات قرآنیہ کے شان نزول اور احادیث کے مواقع و ورود کو خوب جاننے والے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب ظاہری و باطنی کے اعلیٰ مقامات پر تھے کہ اُن کے درجہ قرب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقررین بارگاہِ النبیؐ ہونے کی وجہ سے درباری اشارات سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے۔ لہذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تعین فرمائی اُس سے ہٹ کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی ارکان نہیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے۔ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو بلا واسطہ سنا اور دیکھا اور مشافہہ صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی، اُن کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ذالقیاس بالمشافہہ تعلیم و تعلم کے ذریعہ صراطِ مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہل حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آ ہی نہیں سکتا کہ قرآن و حدیث صرف صحائف کی شکل میں رہ جائیں اور ان کے الفاظ و معانی کی حامل کوئی جماعت نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دینِ قیوم اور صراطِ مستقیم کی حفاظت کرتی رہے گی۔ پس معلوم ہوا کہ معیارِ حق یہ رجال اللہ کی جماعت ہے، جو لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہونگے وہ اہل حق ہونگے۔ اور جس فرد یا جماعت نے ان کا دامن چھوڑا وہ خواہ کتنے ہی دعوے اتباع قرآن و حدیث کے کرتے رہیں اہل حق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اہل حق کا لقب اہل سنت و الجماعت اس لئے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سنت سے اور قرآن و سنت دونوں کو رجال اللہ کی جماعت سے سمجھتے ہیں۔

کوئی فن بھی بدوں استاد کے حاصل نہیں ہو سکتا

دنیا میں کوئی فن بھی کسی اہر استاد کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا، کوئی شخص دُنیا بھر کی طبِ قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر لے مگر جب تک وہ ماہرین فن سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاج کی اجازت نہیں دی جاتی، گھر بیٹھے وکالت کا نصاب

پڑھ لینے سے کوئی دیکھ نہیں سکتا، صرف کتابوں کے مطالعہ سے کبھی کوئی انجینئر نہیں بنا سکتا ہی کوئی خزانہ نعمت پڑھ کر باورچی یا حلوائی بن سکا، ہر علم و فن کے لئے ماہر استاد کی ضرورت ہے اسی طرح قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے رجال اللہ کی اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کافی نہیں بلکہ ان سے بالمشافہہ باقاعدہ تعلیم حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث کا علم حاصل نہیں ہو سکتا، حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ علم حاصل کیا پھر ان سے تابعین نے بالمشافہہ تعلیم پائی اور ان سے تبع تابعین نے، اسی طرح بالمشافہہ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے، کسی ماہر استاد سے بالمشافہہ تعلیم پائے بغیر قرآن و حدیث سمجھنے کا دعویٰ بالکل باطل ہے، اگر کتاب سمجھنے کے لئے معلم کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کو سمجھانے کے لئے رسولوں کو معلم کیوں بنایا؟ ویسے ہی کتاب نازل کر دی جاتی، لوگ خود ہی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہتے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ علم کسی سے سیکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔
 وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین و انتہا العلم بالتعلم (صحیح بخاری باب العلم قبلہ لقولہ والعمل) قال الحافظ رحمہ اللہ تعلق ہو حدیث مرفوعہ ایضا اور دہ ابن ابی عامر والطبرانی من حدیث معاویۃ ایضا بلفظ یا ایہا الناس تعلموا انما العلم بالتعلم والفقہ بالفقہ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین اسنادہ حسن لانیہ فیہ مبہما اعتقد بمجیشہ من وجہ آخر وروی البزار بخوۃ من حدیث ابن مسعود موقوفا ورواہ ابو نعیم الاصبہانی مرفوعا و فی الباب عن ابن الدرداء وغیرہ فلا یفتقر بقول من جعلہ من کلام البخاری والمعنی لیس العلم المختار الا المأخوذ من الانباء وورشتم علی سبیل العلم (فتح الباری ص ۱۲۱)

جماعت اسلامی کا دجل و فریب

اب ان لوگوں کو ذرا حق و باطل کی اس کسوٹی پر لائیے جبکہ حشرِ نظم و غیرہ سے متاثر ہو کر آپ ان کو اہل حق سمجھنے لگے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مساعی سے مقصد ہی ان رجال اللہ کی جماعت سے انحراف اور ان کے متعین کردہ صراطِ مستقیم کی مکمل تخریب اور اسکے بعد اپنے جدید اسلام کی تعمیر ہے اور یہ میں ان اقوال اور طرزِ عمل سے صرف استنباط کی بنا پر نہیں

کہ رہا بلکہ اس پر ان کی صریح عبارات موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تخریب کے بعد جدید تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حوالجات انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیں گے۔

تخریبی کارروائی

اب تخریبی کارروائی سنیئے، ان کے خیال میں دین کو سمجھنے کے لئے مسلسل چلے آئیوے رجال اللہ اور ماہرین فن سے استفادہ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں:

”میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کہا“ (ردیدہ مجتہد اسلامی حصہ سوم)

غور فرمائیں کہ جس شخص نے کسی دینی ادارے سے علم حاصل نہیں کیا، کسی معروف استاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کجا صرف عربی زبان سے بھی پوری واقفیت نہ ہو اور اپنی تصنیف کے عربی ترجمے دوسروں سے کرانے پر مجبور ہو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ دین کو سمجھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد ان سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والے بڑے بڑے ائمہ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء اور مستند دینی اداروں میں مشہور ماہرین فن سے باقاعدہ علم دین حاصل کرنے والے اور خدمت دین میں اپنی عمریں صرف کر دینے والے علماء کے مقابلے میں کتنی جرأت کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن و دینی کو ترجیح دے رہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین

ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیار حق نہیں۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اسکا جواز ہی نہیں، ہنسنے قرآن و حدیث کو تو براہ راست اپنے علم و فہم سے سمجھا، اس کے بعد صحابہ

رضی اللہ عنہم کی سوانح کا مطالعہ کیا تو ان کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ غور فرمائیے کہ قرآن و حدیث کی نصوص مذکورہ بالا اور دلائل عقلیہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ تم اپنے علم اور نظریات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کی کسوٹی پر بدکھو، مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں کہتے ہیں کہ ہم صراطِ مستقیم کی تعین تو خود براہِ راست قرآن و حدیث سے اپنے علم و فہم کے ذریعہ سے کریں گے۔ پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور اسلوب کی صحت و سقم کو اپنے نظریہ کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ ہم اپنے نظریہ کا امتحان لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس کی بجائے ہم صراطِ مستقیم کی تعین خود کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیں گے کہ وہ اس پر تھے یا نہیں (اعاذنا اللہ منہ) فرماتے ہیں:

”رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جسے درجہ میں ہو اُسے کو اُسی درجہ میں رکھے“ (سننِ جامعۃ اسلامی پاکستان ص ۱۷۷)

مزید ارشاد ہے:

”معیارِ حق تو صرف اللہ کا کلام اور اس کے رسول کے سنت ہے، صحابہ معیارِ حق نہیں ہیں بلکہ اس معیار پر پورے اُترتے ہیں۔ اس کے مثال یہ ہے کہ کسوٹی سونا نہیں ہے لیکن سونے کا سونا ہونا کسوٹی پر کسنے سے ثابت ہوتا ہے“ (ترجمان القرآن اگست سنہ ۱۹۷۶ء ص ۲۵۶)

مودودی صاحب نے قرآن و حدیث کو خود بلا واسطہ سمجھ کر جو معیارِ حق قائم فرمایا ہے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پورے اُترنے کا اعتراف حکمتِ عملی (تقیہ) کے تحت کیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امتحان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (معاذ اللہ) مودودی صاحب سے علم و فہم کی کسوٹی اور نظرِ نقاد کے معیار پر پورے نہ اُتر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”بسا اوقات صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا“

(تغیبات طبع چارم ص ۲۹۴)

اس کے بعد چند دلائل لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایک دوسرے کو جھوٹا کہا کرتے تھے۔ اس میں لفظ بسا اوقات قابلِ توجہ ہے یعنی کوئی

شاذ و نادر نہیں بلکہ معاذ اللہ اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری کمزوریوں کا غلبہ جاتا تھا
اولاً تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کمزوریاں ثابت کرنے کے لئے ایک غیر معتبر کتاب
کی بے سند روایات پیش کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ صحیح بخاری کی صحیح و صریح حدیث کا دوسرے
سے انکار کرتے ہیں اور جن احادیث صحیحہ کو تسلیم بھی کرتے ہیں ان سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں
کہ ان سے زیادہ سے زیادہ گمانِ صحت حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ یلم یقین (اسکا حوالہ انشاء اللہ
عنقریب آئیگا) مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور ان کی بشری کمزوریوں کو اچھالنے
کے لئے قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ اور تمام امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف بے سند
روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے وکلاً وعد اللہ الحسنى (سورۃ المدیہ ۱۷)
وہم ہی جگہ فرماتے ہیں واللّٰزین معہ اشدّٰ آء علی الکفار سحّاء و بینہم تراحم و رکعاً سبّیلاً
یبتغون فضلًا من اللّٰہ و رضوانا ہ سیماء ہم فی وجوہہم من اذخر التّجود (۲۹-۳۰)
یہ معلوم ہوا کہ کتب سابقہ میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور ہیں۔ تعدیل صحابہ
رضی اللہ عنہم سے متعلق نصوص اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں کہ سب کا احصاء مشکل ہے، مگر
کا اجماعی عقیدہ ہے۔ ”الصحابة کلام عدول“ مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات
لاکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تخریبی کارروائی کی غرض سے بیان کی جا رہی ہیں۔
ثانیاً یہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں اور احادیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ
جھوٹ کے علاوہ خطا اور کسی کام سے مختلف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کسی صحابی نے
اگر کہیں کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اس کے معنی خطا اجتہادی
کے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے
متخلف رہے مگر ان کی تخریب مکمل نہیں ہوتی جب تک کذب بمعنی جھوٹ کی نسبت حضرات
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے۔ (بندہ کی اس تحریر کے بعد مودودی صاحب
نے کتاب ”خلافت و ملوکیت“ لکھی ہے جس میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے زہر کو علانیہ اُگل دیا ہے۔
اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کسی کو مودودی صاحب کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم پر یقین
نہیں آتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ خود اس کے دل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
بغض اور عداوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کی عظمت شانے اور اس مقدس جماعت سے متعلق دلوں میں شکوک و شبہات اور بغض و

نفرت پیدا کرنے کا جو کارنامہ تنہا مودودی صاحب نے انجام دیا ہے شیعہ کی پوری مجتہد اپنی پوری مدۃ العمر میں اسکا عشر عشر بھی نہیں کر سکی۔ (نظر ثانی)

مودودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو۔ مگر آج مودودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس ملک زہر سے کھل ٹلو پر مسموم کر دیا ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین

اس سے بھی بڑھ کر ان کی تخریبی کارروائی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے شروع ہوتی ہے فرماتے ہیں :

”عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لوازم ذات سے نہیں۔ اور ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں (تنبیہات پیشہ پیشہ شکستہ)۔ کیا نبی کا کوئی حکم یا فیصلہ قابل اعتماد ہو سکتا ہے جبکہ ہر امر و نہی کے وقت یہ احتمال وجود ہو کہ شاید اس وقت عصمت اٹھالی گئی ہو حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بعض ناجتہادی خطائیں ہوئیں جن پر بعد میں مطلع کر دیا گیا اور خطا اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے کوئی گناہ نہیں کہ عصمت کے منافی ہو۔ مودودی صاحب کی عصمت انبیاء علیہم السلام پر دست دراز سے جب مسلمانوں میں ہرجان پیا ہوا تو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے اس خاک بدنش نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے گناہوں کی ایک فہرست مرتب کر کے شائع کی، مجھے تو اس میں سے کوئی گستاخی نقل کرنے کی بھی ہمت نہیں، کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہیں تو تفہیم القرآن میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت داؤد، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السلام کی شان میں اور ترجمان القرآن ج ۲۹ مدد ۴ ص ۵۵ اور رسائل و مسائل ص ۳ ج ۱ طبع دوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں، مگر مودودی کی اس عیاری سے ہوشیار رہیں کہ وہ ہر جدید ایڈیشن سے ایسی گستاخی کو چپکے سے اڑا دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل تحمل ہو مگر اس سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔

قرآن غائب

تحریف قرآن سے متعلق شیعہ کی روایات مختلف ہیں، پورے کا پورا قرآن غائب، ۲

غائب ۱۲ غائب، شیعہ کے لئے یہ زہر مسلمانوں کے حلق میں اتارنا بہت مشکل تھا مگر دیکھئے مودودی صاحب قرآن ۳ سے زیادہ بلکہ پورا غائب ہونے کے عقیدہ کو کس چابکدستی اور دھیل، عیاری و تلبیس کے ذریعہ شوگر کو ٹیڈ بنا کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو نکلوانے میں کتنی آسانی سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ فرماتے ہیں :

”بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ (اللہ، رب، دین، عبادت) کے وہ اصلی معنی جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک ہر ایک اپنی پوری دستوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا..... پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اسکی حقیقی روح نگاہوں سے ستور ہو گئی ہے۔“
(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ملاحظہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے الفاظ اور مفہوم دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، ارشاد ہے۔
اثبات حسنہ نزلنا القرآن کرم اتنا لفظوں، دوسری جگہ فرمایا انت علینا ایحیہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ، ان نفوس صریحہ کے خلاف مودودی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ روح تو پورے ہی قرآن کی غائب ہے۔
ذرا غور فرمائیں کہ تحریر مذکور پڑھنے والوں پر کیا اثر ہوگا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام سے متعلق ان کے قلوب میں کیا کیا شکوک و شبہات پیدا ہونگے؟ کیا اس تحسیر کو دیکھنے والا امور ذیل پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

- (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ غلط اور جھوٹ ہے، نعوذ باللہ من ذلک،
- (۲) جب قرآن کی صحیح تعلیم اور حقیقی روح صدیوں سے غائب ہے تو اب چودہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم اور اس کی حقیقی روح کہاں سے مل گئی؟ جب چودہ سو سال تک کے بڑے بڑے مشہور مفسرین، محدثین اور ائمہ دین نے قرآن کو نہیں سمجھا تو آج مودودی صاحب یا کسی اور کی قرآن دانی پر کیسے اعتماد کیا جائے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن اور اسلام کی صحیح ترجمانی میں کسی کی رائے بھی قابل اعتماد نہیں، لہذا ایسے قرآن اور اسلام ہی کو سلام، نعوذ باللہ من ذلک،
- (۳) جب آج تک پوری امت مسلمہ مفہوم قرآن کی حفاظت سے مجرمانہ غفلت میں مبتلا رہی یا

عمداً مفہوم قرآن کی تحریف میں مصروف رہی تو ایسے مجرم، بددیانت اور دشمنان قرآن کے ذریعہ سے پہنچے ہوئے الفاظ قرآن کی صحت کیسے قابل اعتماد ہو سکتی ہے؟ پس مفہوم قرآن سے متعلق مودودی صاحب کے عقیدہ عدم حفاظت پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ نہیں۔

اسی طرح انہی وسائل سے پہنچنے والی احادیث اور پورا اسلام مشکوک اور ناقابل اعتماد ٹھہریگا، اللہ تعالیٰ شوق اجتہاد کے فتوؤں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں، آمین

اصول حدیث یکو اس ہے

اب حدیث کی تحریف ذرا کلیجہ تمام کر سنیے۔ فرماتے ہیں :

”اصول روایت کو تو چھوڑیے کہ اس دور تجدد میں اگلے وقتوں کی یکو اس کون سنیے“

(ترجمان القرآن جلد ۱۲، عدد ۲ ص ۱۱۱)

اور سنیے :

”آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول جان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں۔“

اور آگے فرماتے ہیں :

”وین کا نم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اسکا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملہ میں قوی تر ذرائع سے جو سنت سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر بھی نظر ڈالی جائے، علاوہ بریں اور بھی متعدد دہائیوں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے۔“

(رسائل و مسائل صفحہ ۱۰۷)

ذرا جذبہ تحریف کا اندازہ لگائیے کہ جلیل القدر محدثین اور ائمہ حدیث جنہوں نے حدیث کی تنقیح و تنقید، صحیح و قییم کی تمیز میں عمریں صرف کیں جن کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ گھوڑے تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر راوی کی ولادت سے لیکر وفات تک کے مفصل حالات نہ صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ زبانی یاد تھے۔ انہوں نے اصول روایت اور رواۃ حدیث پر بے شمار ضخیم کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن مدون کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے ایک نو مولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف

اُسکے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا۔ امام ترمذی آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لیجا رہے ہیں، راستہ میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا۔ خادم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخیں ٹھیک ہوئی ہیں اور اونٹ سوار کے سر پر لگتی ہیں، عرض کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں، فرمایا کہ اونٹ یہیں روک دو اور قرب و جوار سے تحقیق کرو۔ اگر کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہو گا کہ میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے لہذا میں آئندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دوں گا، چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعہ کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا تب آگے چلے۔ ان حضرات کے حافظہ کے غیر العقول واقعات کا احصار متعذر ہے۔ پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراست ایمانی و قرب بارگاہ الہی ان میں کس درجہ کا تھا؟ یہ حضرات تدین و تقویٰ کے عیسے تھے انکی عبادت ملائکہ کے لئے باعثِ رشک تھی۔ ان کی تمام تر مساعی اور جانفشانیوں کی ایک جنبش قلم بنے تحریکِ کردی اور انکے مقابلہ میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت و سقم کا معیار ہو گا۔ اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا اظہار بروقت کرینگے یعنی جس حدیث کی زد انکے نظریات پر پڑے گی اسے رد کرنے کے لئے فوراً کوئی اصول وضع کر لیا جائے گا۔ اب فرمائیے کہ ان میں اور منکرین حدیث میں کیا فرق رہا؟ منکرین حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ اصولوں سے حدیث کو جانچتے ہیں اسکے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ موردی صاحب کی نظر میں جو حدیثیں صحیح ہیں ذرا ان کا مقام بھی سن لیں۔

مخن رجال و ہم رجال

فرماتے ہیں :

احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمانِ صحت ہے نہ کہ علمِ یقین۔
(ترجمان القرآن جلد ۲۶ ص ۳۲۷)

مطلب یہ کہ اولاً تو حدیث سے کوئی خاص بات ثابت نہیں ہوتی، حد سے حد اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو کچھ گمانِ صحت ہو سکتا ہے یعنی کچھ خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید یہ حدیث صحیح

ہو وہ بھی جبکہ حدیث سے کچھ ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ الفاظ ”حد سے حد“ قابلِ توجہ ہیں، اگر کسی بے سند روایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نصوص صریحہ اور اجماع اُمت کے خلاف الزام لگائے گئے ہوں اور ان کی توہین کی گئی ہو تو یہ روایت ضہور واجب القبول اور واجب التشریب ہے۔ ذرا آگے چلئے، صحیح بخاری کی ایک صحیح مرفوع متصل حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں :

”یہ مہمل افسانہ ہے“ (رسائل و مسائل ص ۳۲ طبع سوم)

حالانکہ اُمت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصحاب الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری، امام بخاری کی قوتِ حافظہ، تدبیر و تقویٰ اور فنِ حدیث میں مہارت کی تفصیل بیان کر نیکانہ موقع ہے نہ ضرورت، اس لئے کہ اسے پوری دُنیا جانتی ہے کہ آپ نے قبول روایت کے لئے بہت سخت شرائط لگائی ہیں۔ راوی کا مروی عنہ سے جب تک لقار و سماع انکے ہاں ثابت نہ ہو جائے اُس وقت تک روایت قبول نہیں فرماتے اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور لقار و سماع کا امکان بھی ہو امام مسلم جیسے امام بخاری پر اس لئے ناراض ہیں کہ انھوں نے قبول روایت میں اتنی شدید قیود کیوں لگائیں؟ پھر قوتِ ضبط و عدالت کے اعلیٰ مقام اور تنقید و تنقیح کے اعلیٰ معیار کے ساتھ یہ معمول تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرما کر دو رکعت نماز استغاثہ ادا فرماتے تھے۔ بہر کیف یہ تو امام بخاری ہی مودودی صاحب کی تخریبی منجینیق نے تو حضرات انبیاء عظیم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشا

جماعتِ اسلامی کے سوابقِ سب طریقے غلط ہیں

”منفی، سُنی، دیوبندی، اہلحدیث، بریلوی، شیعہ وغیرہ جمالت کی پیداوار ہیں“

(خطبات مودودی ص ۱۲۸)

ایک جگہ پوری اُمت کی تخریب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقِ کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں

اور طریقہائے کار سراسر باطل ہیں“ (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳۲ ص ۱۱۱)

یعنی جماعتِ اسلامی کے طریق کے سوابقِ سب طریقہائے کار باطل اور غلط ہیں۔

معہ حضرت ابراہیم : اسلام کا حضرت سارہ کو بہن کہنا اور اسکا پورا قصہ ۱۳۰ منہ

جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟

تخریب ہی تخریب

اپنے طریق کار کی خود وضاحت فرماتے ہیں :

”تخریبی تنقید کے بغیر وہ اُلفت و شیفتگی دُور نہیں کیجا سکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تحفیات اور طریقہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے۔ لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے۔“

(ترجمان القرآن جلد ۱۳ عدد ۲ ص ۱۳۴)

کیا اتنی واضح اور صریح عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی تمام تر ساعی اور لگے دو کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری اُمت کی تخریب کے بعد اپنے جدید اسلام کی نئی تعمیر کریں۔

مذہبِ مودودی

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

”میں نہ مسلکِ اہلِ حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعییت ہی کا پابند ہوں“ (رسائل و مسائل جلد ۱ ص ۲۳)

اب قابلِ دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں؟ تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فردعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذہبِ اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔ مگر اب چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق معرضِ وجود میں آیا جو ان پانچوں میں کسی کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے۔ اپنے سوا تمام تر نظریات اور مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کے خیالات اور طریقہائے کار کو باطل بتاتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اس جدید اسلام کے اصولِ فروع، قواعد و ضوابط، آئین اور دستور، کتب و مصنفین، تعلیم و تعلم کے مدارس و مکاتب اور اس اسلام کے حامل و محافظ رجال چودہ سو سال تک کہاں تھے؟ اس سے قبل دُنیا میں مکاتب و مدارس، تصانیف اور اصول و ضوابط اور پورا نظامِ اسلام تو ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا جو (معاذ اللہ) سراسر غلطی پر تھے، تو ایسے اسلام پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

جسکا چودہ سو سال تک کوئی صحیح محافظ پیدا ہی نہیں ہوا اور اسکے اصول و ضوابط، مدارس، مکاتب، تصانیف و علماء وجود ہی میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام کی تدوین کے صرف دو ہی راستے ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں تجدید ہے اس قدیم اسلام کی جو چودہ سو سال قبل اس دنیا میں آیا تھا تو اس پر یہ اشکال ہو گا کہ مودودی صاحب کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ اس کو سمجھنے والا کوئی دنیا میں گزرا ہی نہیں، دوسرا راستہ یہ ہو سکتا ہے کہ بالکل ہی جدید اسلام مدون کیا جائے جو پہلے کبھی وجود میں نہ آیا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں مگر یاد رہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی مالیشان تعمیرات کو قدیم اسلام کے معمار نے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا ہے۔

چراغے را کہ ایزد پر فرسوزد ہر آنکس تف ز ندریش بسوزد

تقلید گناہ ہے بدتر ہے

ایک اور تخریبی فتویٰ سنئے :

”میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے۔“
(رسائل و مسائل جلد ۱ ص ۲۴۷)

اس سے قبل ص ۲۴۶ پر وضاحت کی ہے کہ ائمہ دین بھی مقلد ہیں، غور فرمائیے کہ پوری اُمت کے محدثین، ائمہ دین، مصنفین، فقہاء، علماء، صوفیاء اور بزرگان دین جنہیں اہل حدیث بھی داخل ہیں یہ سب کے سب گناہ سے بھی شدید تر چیز میں مبتلا رہے ہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی کم علم والے حضرات زیادہ علم والوں کی تقلید کیا کرتے تھے تو انکے نزدیک (معاذ اللہ) وہ بھی مسلمان نہیں گناہ سے شدید تر تو صرف کفر ہی ہو سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ یہاں صراحتہ کفر کا فتویٰ لگانے کی جرأت کیوں نہ ہوئی؟ جبکہ کئی دوسرے موضوع میں اسی تصریح کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری اُمت مسلمہ کی تخریب کے بعد اب جدید اسلام کی تعمیر ملاحظہ ہو :

”اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں“ جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع ص ۲۴۷ لہذا جب تک آپ جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہو جاتے مسلمان نہیں ہو سکتے، اسلام بغیر جماعت کے نہیں، اور جماعت بغیر امیر کے نہیں، تیسرا مقدمہ محذوف منوی ہے جسے بیرونی

نوگوں کی نسبت ارکان دولت زیادہ جانتے ہیں۔ اب آگے امیر کا مقام سنئے۔

امیر کا مقام

فرمائیے :

”بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل ترسمجھ کر صاحب امر منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کریں اور اُس کی نافرمانی کو گنہاہ جانیں۔“

(ترجمان جلد ۲۶ عدد ۳۵ ص ۱۲۵)

جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ ”امور شرعیہ میں امیر کی رائے واجب القبول ہے“ خیال فرمائیے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید تو گناہ کبیرہ بلکہ کفر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ سوائے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تنقید سے بالاتر سمجھے اور کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ”اولاً تو توہین کی غرض سے تقلید کو ذہنی غلامی سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ غلامی اور تقلید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تنقید سے بلند سمجھنا اور ان کی تقلید جائز نہیں مگر امیر جماعت پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی اطاعت ضروری، تقلید فرض اور نافرمانی گناہ ہے اسکا جواب اور جواب الجواب اس تحریر کے آخر میں ملاحظہ ہو۔“

تقلید اور غلامی میں فرق

غلامی میں اطاعت کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی صفت کمال نہ ہو بہر حال اسکا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے اس کے برعکس تقلید کمال علم و فضل کی بنا پر ہوتی ہے۔ نیز غلامی میں امر و نہی کا صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے بخلاف تقلید کے کہ اس میں حکم کا صدور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسکا طور مجتہدین سے ہوتا ہے یعنی مجتہد خود حکم نہیں دے رہا بلکہ حکم شریعت کا ناقل ہے

حکمت عملی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مصلحت کی بنا پر عرض اپنی رائے سے حکم خداوندی کے

بدینے کے مجاز نہیں مگر امیر صاحب حکمت علی کے عنوان سے دین میں مستقل باب کا اضافہ کر کے قرآن وحدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل سکتے ہیں۔ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتے ہیں چنانچہ کسی مقدس شخصیت یا مقدس مکان سے ملاہست کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے مگر پاکستان میں بننے والا غلاف کعبہ جسے ابھی ملاہست کا شرف حاصل ہی نہیں ہوا تھا اسے حکمت عملی کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں لوگوں نے بعد سے کئے۔ حکمت علی نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا، اس کی پاداش بھی دینا ہی میں مل گئی کہ وہ غلاف ملاہست کعبہ سے محروم ہی رہا۔ حکومت سعودیہ کو دین کے ساتھ اس استہزاء کا علم ہوا تو خانہ کعبہ پر یہ غلاف چڑھانے سے روک دیا۔ مودودی صاحب کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا اور فرح وسرور، رنج و غم سے بدل گیا۔ اسی طرح مودودی صاحب انتخابی جدوجہد ص ۳۲ پر فرماتے ہیں :

”صدر مملکت مرد ہونا چاہیے چونکہ قرآن کہتا ہے السراجال قوامون علی النساء اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں :

”ازربئے احادیث نبوی سیاست اور ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے“

(ترجمان القرآن ص ۱۹۵۲ بابت ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء)

مودودی صاحب نے عورت کے صدر مملکت نہ ہو سکنے سے متعلق قرآن وحدیث کی خود صراحت نقل کر کے سنہ ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں فاطمہ جناح کی حمایت کی، اور حکمت علی کے خانہ ساز قانون کے تحت قرآن وحدیث کے صریح قانون کی مخالفت کی۔ اوپر ہم پوری اُمت کی تخریب کے عزائم سے متعلق صریح عبارات پیش کر چکے ہیں، اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

① مودودی صاحب اور ارکان اسلام

پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات دین میں اصل مقصود ہیں اور حکومت اسلامیہ اس مقصود کی تحصیل کا ذریعہ ہے مگر مودودی صاحب اس اجماعی عقیدہ کے بالکل برعکس اسکے قائل ہیں کہ دین کا اصل مقصد حکومت اسلامی قائم کرنا ہے اور عبادات سب کی سب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (خطبات ص ۲۲۷) اس

انوکھی تحقیق کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو جانے کے بعد نماز روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب مقصد پورا ہو گیا تو ذرائع کی کیا حاجت؟

② مودودی صاحب اور مرکز اسلام

مودودی صاحب کعبۃ اللہ کے خدام کو بنارس اور ہردوار کے پنڈت سمجھتے ہیں۔
(خطبات مودودی ص ۱۲)

③ مودودی صاحب اور ڈارہی

ڈارہی سے متعلق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ”بڑھاؤ“ اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ ڈارہی ایک شست سے کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے ڈارہی کٹواؤ کے جواز کا فتویٰ دیکر پوری اُمت کی تحریب کی اس سے بھی بڑھ کر یہ فرمانے کی جرأت کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف ڈارہی رکھنے کا حکم ہے۔ جتنی بھی رکھ لی جائے حدیث پر عمل ہو جائے گا، یہ دیدہ و دانستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ کسی حدیث میں بھی یہ نہیں کہ ڈارہی رکھو جتنی بھی ہو، بلکہ احادیث میں ڈارہی بڑھاؤ، چھوڑو، زیادہ کرؤ جیسے الفاظ ہیں۔ کتنی جرأت ہے کہ من کذب علی متعمداً علیتبوا عقاب من النار جس نے مجھ پر عدا جھوٹ باندھا اُسکا ٹھکانہ جہنم ہے“ کی بھی پرواہ نہ کی۔

④ مودودی صاحب اور زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقرا اور مساکین کو مالک بناؤ اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ بغیر تملیک فقیر کے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا نہیں ہونگے مگر مودودی صاحب پوری اُمت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ، صدقہ فطر اور چرم قسربانی کی رقم ہمارے قبضہ میں آجانا کافی ہے۔ آگے خواہ اس سے ہم شفا خانے چلائیں یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دیں یا گاڑیاں خریدیں یا تعمیرات پر صرف کریں یا الیکشن لڑیں۔ مگر واضح رہے کہ اس طرح نہ صدقہ فطر ادا ہوگا، نہ کسی کی زکوٰۃ ادا ہوگی نہ چرم قربانی کی رقم کا تصدق واجب ادا ہوگا۔

⑤ مودودی صاحب اور جمع بین الانجیتین

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت قرآن کریم میں مصرح ہے اور اس منصوص قرآنی پر پوری اُمت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب اور ان کے مقلدین جو تخریب اُمت کے بہانے تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اس مسئلہ میں کوئی بہانہ ہاتھ نہ آیا تو ایک مفروضہ خود گھڑ کر بصورت استفتاء پیش کیا کہ بھادپور میں دو لڑکیاں جردواں ہیں ان کے نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس کے جواب میں مودودی صاحب قرآن کریم کے صریح حکم اور اجماع اُمت کے خلاف ان دونوں بہنوں کے ایک ہی مرد سے نکاح کے جواز کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۵۲ء، ص ۱۶۶) حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھادپور میں ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

⑥ مودودی صاحب اور متعہ

متعہ کی حرمت پر قرآن حکیم کی نصوص صریحہ موجود ہیں اور اُمت کا اجماع ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اسلام میں متعہ مروجہ ایک آن کے لئے بھی حلال نہیں ہوا، مکہ میں نازل شدہ صریح آیات کیخلاف مدینہ پہنچ کر اجازت کیسے مل گئی؟ جن احادیث سے عارضی طور پر چند ایام کے لئے جواز مفہوم ہوتا ہے ان سے متعہ مروجہ مراد نہیں بلکہ نکاح بہر طلیل باضممار نیت فرقت مراد ہے۔ یہ اجازت بھی بعد میں منسوخ ہو گئی۔ بہر کیف حقیقت کچھ بھی ہو اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا ہے مگر پوری اُمت اور نصوص قرآنیہ کے خلاف مودودی صاحب نے ترجمان القرآن بابت اگست سنہ ۱۹۵۵ء میں بوقت ضرورت جواز متعہ کا فتویٰ شائع فرما دیا، پھر جب اس پر چاروں طرف سے لے لے شروع ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں نے توشیعہ کو یہ مشورہ دیا تھا، حالانکہ ہر شخص مودودی صاحب کا پہلا مضمون دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انھوں نے یہ مضمون اہل سنت اور شیعہ کے درمیان محاکمہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ راقم الحروف کے علم میں جماعت اسلامی کے ایسے لوگ ہیں جو مودودی صاحب کے پینترا بدلتے سے قبل بالاجماع حرام متعہ کا بعض ائمہ سے جواز ثابت کر لے میں مصروف تھے۔

⑦ مودودی صاحب اور دجال

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل خروج دجال کی پیشگوئی فرمائی ہے اس

پیشگوئی کے صدق پر پوری اُمت کا اجماع ہے کسی مسلمان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق میں شبہ نہ کیا وہ اسکا دوسرے لانے کو بھی کفر سمجھتا ہے مگر مودودی صاحب کی شوق تخریب میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں۔

رسائل و مسائل صفحہ ۵۵ تا ۵۷ میں مزاحیہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تکذیب کی ہے، ذرا اس مجدد اسلام کی قوت استدلال کا بھی اندازہ لگائیں رسائل مسائل میں فرماتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے پر بھی دجال ظاہر نہیں ہوا اس سے اسکی حقیقت واضح ہو گئی۔ سبحان اللہ! کسی دلیل ہے، اگر شیطان نے ہی دلیل انکار قیامت سے متعلق بھی القاد کردی تو مودودی صاحب فرمانے لگیں گے کہ دیکھا چودہ سو سال گزرنے پر بھی قیامت نہیں آئی، اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیال محض افسانہ ہے اور آیت اقتریت الساعة انہی افسانہ نویسوں کا اختراع ہے۔

① مودودی صاحب اور تقیہ

مودودی صاحب نے تقیہ میں حیرت انگیز کردار ادا کیا کہ لفظ تقیہ میں بھی تقیہ سے کام لیکر اس کے لئے ”حکمتِ علی“ کی جدید اصطلاح وضع کی پھر جواز تقیہ پر استدلال کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرار باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ترجمان القرآن بابت دسمبر سنہ ۱۹۵۶ء میں حکمتِ علی (تقیہ) کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمتِ علی (تقیہ) کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف ”الائمۃ من القریش“ کا فیصلہ فرمایا،

غور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور مابہ الامتیا زہیں :

- (۱) تخریبِ قسراں
- (۲) بغضِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
- (۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو ہدایتِ ملامت بنانا
- (۴) متعہ
- (۵) تقیہ

مودودی صاحب ان پانچوں عقائد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ مودودی صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدہ تحریف قرآن معنوی صراحۃً اور تحریف لفظی لزوماً ہم اد پر ثابت کر چکے ہیں، مسئلہ متع پر چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو تفتیش اسے گول کر دیا اور تفتیش میں بھی یوں تفتیش کیا کہ اسکا نام بدل کر حکمت عملی رکھ دیا۔ شیعہ مذہب میں تفتیش اسلام کا اتنا ضروری رکن ہے کہ بدون تفتیش اسلام قبول نہیں، اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے صرف اہل میں شیعہ کا نماز پڑھنا ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے جب اسی قسم کے پتے تفتیش باز شیعہ ۳۱۳ ہو جائیں گے تو امام ہدی غار سے نکلیں گے۔

(حوالہات بندہ کے رسالہ حقیقت شیعہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مودودی صاحب کے عقائد بالا کو دیکھ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۱۳ میں سے تو نہیں، بعض قابل اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ مودودی صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت" مشہور شیعہ مطبع علی کی عربی کتاب "منہاج الکرامہ و معرفۃ الامامہ" کا ترجمہ ہے۔

مودودی صاحب شیعہ رہنماؤں کی نظر میں

① شیعہ ماہنامہ پیام عمل لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء میں عنوان "کیا صحابہ معیارِ حق ہیں" کے تحت دستورِ جاءتِ اسلامی کی وہ دفعہ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیارِ حق نہ ہونیکا بیان ہے پیش کر کے لکھا ہے :

"یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے" (پیام عمل ص ۱۱)

پھر عنوان "صحابہ مرجع نہیں" کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق مودودی صاحب کی ایک عبارت ترجمان القرآن نومبر سنہ ۱۹۶۳ء سے نقل کر کے لکھا ہے :

"پھر شیعہ کیوں قابلِ گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں۔" (پیام عمل ص ۱۱)

② تہران میں شیعہ اداریے مودودی صاحب کی کتابوں کے فارسی تراجم چھاپ رہے ہیں۔

③ خمینی کا علانیہ کفر، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انتہائی بغض و عداوت اور انکی

شان میں بہت سخت گستاخیاں کسی پر مخفی نہیں، وہ اپنی کفریات کو بذریعہ تفتیش چھپا نہیں ہا بلکہ اپنی کتابوں کے ذریعہ دنیا بھر میں شائع کر رہا ہے۔

ایسے زندیق کے ساتھ مودودی صاحب کی دلی محبت، گہری دوستی اور بہت مستحکم روابط و تعلقات

بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، خود ان کے صاحبزادے اور جماعت کے دوسرے رہنما انکی باہم گہری دوستی کو بہت فخر سے بیان کرتے ہیں، اخباروں اور مستقل کتابوں کے ذریعہ خوب اچھا لکھتے ہیں، یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور دنیا بھر میں ایسی مسلم و مشہور ہے کہ اس کے اثبات کے لئے شواہد پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں، تاہم عالم دنیا سے بے خبر حضرات کے لئے مودودی صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر احمد فاروق کی شہادت نقل کی جاتی ہے :

”سب سے پہلے مجھے ایران کے سفیر کا فون موصول ہوا تھا، انھوں نے پیشکش کی تھی کہ وہ میت کو لاہور پہنچانے کے تمام اخراجات کرنے کو تیار ہیں، ہم علامہ خمینی، ایرانی سفیر اور ایرانی عوام کے شکر گزار ہیں، علامہ خمینی کے ساتھ مولانا مودودی کے عزیزہ تعلقات تھے، علامہ خمینی نے ۱۹۵۵ء میں مولانا مرحوم کی متعدد کتابوں کا فارسی ترجمہ کر کے انھیں اپنے مدرسہ کے نصاب میں شامل کیا تھا، ۱۹۵۳ء میں انھوں نے حج کے موقع پر مکہ میں مولانا مرحوم سے ملاقات کی، اگر ایرانی سفیر کا تعاون حاصل کر لیا جاتا تو تہران میں نماز جنازہ ہوتی جس میں علامہ خمینی بھی شرکت کرتے“ (روزنامہ جنگ، ۲۸ ستمبر ۱۹۷۹ء)

مزید سنسنی خیز افکشافات کتب ذیل میں دیکھئے :

- ① الشقیقان، المودودی والخمینی، المجلس الاعالی لصیانة الاسلام کراچی الباکستان۔
- ② دو بھائی، ابو الاعلی مودودی اور امام خمینی، عالمی مجلس تحفظ اسلام کراچی پاکستان۔
- ③ سفرنامہ ایران، سید اسعد گیلانی مکتبہ آردو ڈائجسٹ۔
- ④ انقلاب ایران، سید اسعد گیلانی۔

مودودی صاحب اور اعتزال

اہل سنت کے تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ نہیں۔ ہر انسان یا مسلمان ہو گا یا کافر۔ اہل سنت کے خلاف صرف معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ انسان ایمان اور کفر کے درمیان معلق بھی ہو سکتا ہے بعینہ یہی عقیدہ مودودی صاحب کا ہے، چنانچہ آپ نے لائبریری مرزا یوں کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان لٹکا رکھا ہے جبکہ تمام اہل سنت کے علاوہ اہل بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

مودودی صاحب کے تحریر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

موردی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر فیصلہ کیجئے
کہ یہ اہل سنت ہیں یا معتزلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نمبر ۲۵۰۰

حوالہ ۲۲۷

تاریخ ۱۰/۱/۶۸

جماعت اسلامی پاکستان

۵۔ مسجد ابراہیم چھوڑ دے

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا غلط ملا۔ مرزا ابوبکر کی بلاغی جماعت

کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ وہ ایک مذہبی

نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد

کو مسلمان قرار دیا جا سکے۔ یہ اس کی نبوت کا ثبوت

اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

طاہر

غفر علی

معاونہ خصوصی مولانا سید ابوالحسن موردی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے

برائے علی

کیا مودودی صاحب مذہب اہل سنت پر ہیں؟

اللہ تعالیٰ سورہ حشر میں ہاجرین والصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذکر خیر کے بعد آمکہ قیامت تک کے والے مسلمانوں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ: ”وہ اپنے اسلاف کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے ساتھ بغض سے حفاظت کی دعاء کرتے ہیں“ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب کے بائے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان پر طعن نہ کرو کیونکہ جس نے ان سے محبت کی میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے رکھا، اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی وہ اس کی گرفت سے بعید نہیں، (جمع الفوائد، ص ۲۹۱ تا ۲۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تم میرے صحابہ کو بُرا کہنے والوں کو دیکھو تو تم یوں کہو کہ تمھارے بڑے پر اللہ کی لعنت، (ترمذی ص ۵۹۹) تفسیر قرطبی سورۃ الفتح میں یہ حدیث منقول ہے کہ جس نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ بروز قیامت نہ ہی ان کی توبہ قبول فرمائیں گے اور نہ فدیہ، ان ارشادات اور اسی مضمون کی اور بہت سی آیات و احادیث کی بناء پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت فرض ہے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی بُرا کہنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، چند تصریحات ملاحظہ ہوں:-

① شرح عقائد لفظی میں اسلام کا ایک عقیدہ یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بجز خیر کے نہ کرے،

② علامہ سید جرجانی فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم اور ان پر اعتراض سے احتراز واجب ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات میں ان کی مدح و ثناء فرمائی ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے، اور آپ نے بہت سی احادیث میں ان کی تعریف فرمائی ہے، (شرح مواقف مقصد صالح)

③ علامہ سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ ”الدرة المفضیلة“ اور اس کی شرح ”لوائح الانوار البہیة“ میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر شخص پر تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پاک صاف سمجھنا اور ان پر اعتراض سے بچنا اور ان کی تعریف کرنا فرض ہے، اور یہ پوری امت کا مذہب ہے، (شرح عقیدہ سفارینی ص ۲۳)

(۴) علامہ سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ایک اور مقام میں فرماتے ہیں، اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنا اور ان کے آپس میں جو واقعات پیش آئے ان کو لکھنے پڑھنے، پڑھنے اور سننے سے احتراز کرنا، اور ان کے محاسن کا ذکر، ان سے رضا مندی کا اظہار ان سے محبت رکھنا اور ان پر اعتراض سے بچنا فرض ہے، (شرح عقیدہ سفارینی ج ۱ ص ۲۸)

(۵) امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو پاک صاف سمجھنا، ان پر اعتراض سے بچنا اور ان کی تعریف کرنا ہے (مسایرہ، ص ۱۳۲)

(۶) امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد امام ابو زرعہ عواتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب کسی کو کسی بھی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو یقین کر لو کہ یہ زندیق ہے، اس لئے کہ ستر ان، حدیث اور پورا دین ہم تک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطہ سے پہنچا ہے، پس جو صحابہ پر تنقید کرتا ہے وہ پورے دین کو باطل کرنا چاہتا ہے، لہذا اس پر گراہی اور زندقہ کا حکم لگانا اہل حق ہے (شرح عقیدہ سفارینی، ص ۳۸۹ ج ۲)

(۷) امام ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قرآن، حدیث اور اجماع امت سے یہ امر طے شدہ ہے کہ کسی صحابی کی پاکیزگی کے بارے میں سوال کی بھی گنجائش نہیں (علوم الحدیث ص ۲۱۲)

(۸) حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اہل سنت کے بنیادی عقائد میں سے اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں صاف رکھنا ہی (شرح عقیدہ واسطیہ ص ۴)

(۹) حافظ ابن تیمیہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوئی بُرائی بیان کرے، یا کسی ایک پر کسی عیب کا الزام لگائے، جو ایسا کرے اس کو سزا دینا واجب ہے، لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بُرائی کرتے ہیں، جو شخص صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بُرائی کرے اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو، (الصارم المسلول)

(۱۰) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ہو وہ حکم الہی وَالَّذِينَ يَنْتَعِبُونَ (الذی قولہ) لِيَغْفِرَ لَهُمْ الْكُفَّارَ کی زد میں ہے، اور فرمایا کہ ان لوگوں کا اصل مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص تو ہیں، مگر اس کی جرأت نہ ہوتی تو آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تنقیص کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جس کے صحابہ لیے رہے ہیں وہ خود بھی ایسے ہی ہوں گے، (الصارم المسلول)

۱۱) ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو کبھی کسی کو خود مارتے نہیں دیکھا، مگر ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا کہا تو اس کو انھوں نے خود کوٹے لگائے، (انصار المملول)

۱۲) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھنا یا ان میں سے کسی ایک کی بُرائی کرے اس کے لئے عذاب الیم ہے، جو ان حضرات کو بڑا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہو ان کو قرآن پرایمان سے کیا واسطہ؟ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے کسی ایک صحابی کی بھی بُرائی کی خواہ وہ ابو بکر عمر عثمان ہوں یا معاویہ اور عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تو اگر وہ یہ کہے کہ یہ حضرات مگر اہی یا کفر پر تھے تو اس کو قتل کیا جائے گا، اور اگر اس کے سوا کوئی اور بُرائی کی تو اس کو بہت سخت سزا دی جائیگی (مکتوبات امام ربانی ص ۲۵۱ حصہ ۱ دفتر اول)

۱۴) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یقین کیجئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بُرائی کرنا حرام ہے، اور بہت بڑا گناہ ہے، اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ سزا دی جائے، اور بعض مالکیہ فرماتے ہیں کہ قتل کیا جائے (نووی علی مسلم ص ۳۱۰ ج ۲)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی ایک کی بُرائی کرنے والے کے لئے احداث بھی قتل کا حکم دیتے ہیں،

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد کسی بھی انصاف پسند کو اس فیصلہ میں کوئی تردد نہیں رہ سکتا کہ مودودی صاحب اہل سنت میں سے نہیں، نیز یہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ شرعی عدالت میں اُن کی سزا کیا ہے؟

مودودی صاحب سے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔

۱) آپ کا طریق فکر، اصول و روایت اور جدید اسلام کے قواعد و ضوابط اور اس طریق کے محافظ و حامل رجال کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب ثبات میں ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں کہ کون کونسی کتب، علماء و مدارس اور کونسی فقہ آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو یہ اصول مشاہد و مسلم اور

متفق علیہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور تربیت کے بغیر صرف مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتا تو دین کا فہم اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جس اسلام کے قواعد و ضوابط کی تدوین و تشریح چودہ سو سال تک نہ ہو سکی وہ کیسے قابل اعتماد ہو سکتا ہے؟

(۲) جب کسی صحابی کی تقلید بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے تو آپ اپنی اطاعت اور تقلید کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ صرف امور انتظامیہ میں امیر کی اطاعت لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم چل ہی نہیں سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی علت تقلید میں بھی موجود ہے، اور اب رستی کے دور میں ہر مدعی علم کو اگر اجتہاد کی اجازت دیدی جائے تو سارا دین منہدم ہو جائیگا اب میرزا و موالات کے جوابات ملاحظہ ہوں :

(۱) جماعت اسلامی اہل سنت سے خارج ہے اور اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔

(۳) ان میں رشتے کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ نکاح صحیح ہو جائے گا۔

(۴) ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو با اثر حضرات پر اسے عیبہ کرنے کی کوشش کو نافرض ہے، اگر مسجد کی منتظمہ امام بدلنے پر تیار نہ ہو تو اہل محلہ پر فرض ہے کہ ایسی منتظمہ کو برطرف کر کے دوسری صحیح العقیدہ منتظمہ منتخب کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں

اللہم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین

۲۸ صفر سنہ ۱۳۸۶ھ

معدلات

میں نے اسے مضمون پر نظر ثانی کے وقت چاہا کہ مودودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے، مگر جیسے دیکھنا شروع کیا تو خرافات کے اتنے بڑے انبار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطور نمونہ مجھے کچھ تھوڑا سا حصہ نقل کیا جائے تو اس کے لئے کسی ضخیم جلد دین کے ضرورت پڑے گی، اس لئے آگے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی

جماعت اسلامی

کے افراد کے لئے لمحہ فکریہ

① کیا جماعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی حضرات صحابہ کرام یا مخصوص حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق آپ کو یہ بدظنی تھی جو اب ہے۔

② علماء اُمت کے بارے میں جو بدگمانی آپ کو اب ہے

کیا وہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی تھی۔

③ کیا آپ جماعت اسلامی کے سوا مسلمانوں کے سب مسالک

کو پہلے بھی غلط سمجھتے تھے۔

اگس جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو انصاف سے بتائیے کہ کیا جماعت اسلامی عام مسلمانوں سے الگ ایک نیا مستقل مذہب نہیں جسکا پہلے کوئی وجود نہ تھا؟ اور کیا آپ خود بھی اپنے کو عام مسلمانوں سے الگ نہیں سمجھ رہے۔؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر نئے مذہب کے فتنے سے محفوظ رکھیں اور اپنے قدیم دین پر قائم رکھیں۔ آمین

رشید احمد

۶ ذی قعدہ سنہ ۹۶ ہجری



فہرست موعظ و رسائل



فِي الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ أَكْثَرُ مِنْ عَشْرٍ أَفْئِدَةً لَا يَأْتِي الْبُحْرَانُ إِلَّا بِمِثْلِ نَصَبٍ

نور رتیلہ	شرعی لباس	ن آون	ن آون
تبلیغی شریعت	پروڈیو	لی، ی، ہ	لی، ی، ہ
اسلامی جہاد	طریقہ	مکرات محرم	مکرات محرم
اسلامی جہاد	سیاسی	جہاد	جہاد
اسلامی جہاد	شاہ	سات مسائل	سات مسائل
اسلامی جہاد	شاہ	رمضان، محبت	رمضان، محبت
اسلامی جہاد	شاہ	مسجد کی عظمت	مسجد کی عظمت
اسلامی جہاد	شاہ	ایمنی، حمار	ایمنی، حمار
اسلامی جہاد	شاہ	وہیت نامہ	وہیت نامہ
اسلامی جہاد	شاہ	مسلمہ	مسلمہ
اسلامی جہاد	شاہ	مرآتہ موت	مرآتہ موت
اسلامی جہاد	شاہ	جامعۃ الرشید	جامعۃ الرشید
اسلامی جہاد	شاہ	قربانی کی حقیقت	قربانی کی حقیقت
اسلامی جہاد	شاہ	گلستانِ دل	گلستانِ دل
اسلامی جہاد	شاہ	محبت الہیہ	محبت الہیہ
اسلامی جہاد	شاہ	وینداری	وینداری
اسلامی جہاد	شاہ	نمازوں سے بعد	نمازوں سے بعد
اسلامی جہاد	شاہ	حقیقت شیعہ	حقیقت شیعہ

کتاب اور گفتگو، یہ سب کچھ اس کتاب گہرے حلقہ میں

کتابت کنند و در صورت لزوم به کتابخانه ارجاع دهند.

